قربانی

کے فضائل واحکام

قربانی کی اہمیت، فضیلت، آداب اور اُس کے احکام و مسائل کا
ایک جامع اور مرتب مجموعہ، جس کی روشنی میں سنت کے مطابق
اس عظیم اور بابرکت فریضے کی بآسانی ادائیگی کی جاسکتی ہے۔

مرتب

مفتی محمد سلمان زاہد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

قربانی

کے فضائل واحکام

مرتب: مفتی محمد سلمان زاہد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی، واستاذ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر کراچی

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین، وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْن، وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْن، وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْن، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْن۔

دین کا کوئی بھی کام ہو اُسے سیکھ کر کرنے سے ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ اُس کی ادائیگی شریعت وسنّت کے مطابق ہوتی ہے، نیز اُس میں واقع ہونے والی متنوّع اور مختلف قسم کی غلطیوں سے بچا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ فساد اور کراہت جیسے نقصان سے محفوظ ہوتا ہے اور اجر وثواب بھی مکمل اور پورا حاصل ہوتا ہے۔

قربانی بھی دین کا ایک اہم اور انتہائی بابرکت کام ہے، جس کی اہمیت وعظمت کا تقاضا ہے کہ اِسے شوق ورغبت کے ساتھ خوب اہتمام سے سیکھ اور سمجھ کر اداء کیا جائے اور اس میں کی جانے والی ہر طرح کی کوتاہیوں سے حتی الاِمکان احتراز کیا جائے۔اِسی لئے علماء اُمّت نے دین کے ہر کام کی طرح اِس عظیم کام کو کرنے کے مسائل واحکام کو بھی بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ میں بھی یہی کوشش کی گئی ہے کہ قربانی کے فضائل واحکام کو نہایت آسان اور سہل اَنداز میں پیش کیا جائے، تاکہ کم وقت میں بآسانی اس کے بنیادی وضروری مسائل سے آگاہی حاصل کی جاسکے،اوراس کیلئے قربانی کے مسائل کو مندرجہ ذیل چار حصوں میں تقسیم کرکے پیش کیا گیا ہے:

(1)ذبح سے پہلے مسائل۔ (2)ذبح کے وقت کے مسائل۔

(3)ذبح کے بعد کے مسائل۔ (4)مشترکہ قربانی کے مسائل

اگر قربانی سے پہلے اِس کو ایک دفعہ پڑھ لیا جائے یا مساجد میں ائمہ کرام اسے درس کی صورت میں پڑھ کر سنادیں تو اِن شاء اللہ لوگوں کیلئے اِس سنّتِ ابراہیمی کو شریعت وسنّت کے مطابق سر اَنجام دینا آسان ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اِس حقیر اور ادنیٰ سے کوشش کو اپنی بارگاہ میں اپنی شان کے مطابق قبول فرمائے اور خلقِ کثیر کو اِس نفع حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔واللہ ولی التوفیق

خاکسار: بندہ محمد سلمان زاہد

خادم طلباء جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر

۲۷ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ، 8 جولائی 2021ء

فہرست مضامین

عرض مرتب 2

قربانی کی اہمیت 6

قربانی کے لفظ کا معنی اور اُس کی صورتیں 6

قربانی کے فضائل 7

قربانی نہ کرنے کی وعیدیں 9

قربانی کا حکم 9

سنّت مؤکّدہ ہونے کے دلائل 9

واجب ہونے کے دلائل 10

﴿قربانی کے مسائل و احکام﴾ 12

﴿ذبح سے پہلے کے مسائل﴾

قربانی کس پر واجب ہے ؟ 12

قربانی کرنے والے کیلئے بال ناخن نہ کاٹنے کا حکم 12

قربانی کی اقسام 12

قربانی کس پر واجب ہے ؟ 13

قربانی کے واجب ہونے کی شرائط 13

قربانی کے جانور کون کون سے ہیں 14

قربانی کے جانوروں کی عُمریں 14

قربانی کے جانوروں میں حصوں کی تعداد 14

قربانی کے جانور کس طرح کے ہونے چاہیئے : 14

قربانی کے جانوروں میں پسندیدہ خصوصیات 16

قربانی کے جانور کی خریداری 17

قربانی کا جانور قرض لیکر یا ادھار پر خریدنا 18
قربانی کا جانور قسطوں پر خریدنا 18
قربانی کا جانور تول کر یعنی وزن کر کے خریدنا یا بیچنا 18
قربانی میں افضلیت 19
دوران پرورش پیش آنے والے مسائل 19

﴿ذبح کے وقت کے مسائل﴾

ذبح اسلامی کی تین بنیادی شرائط 21
قربانی کے صحیح ہونے کی شرائط 21
ذبح کا وقت 22
ذبح کرنے کا طریقہ 22
ذبیحہ پر رحم و شفقت اور قربانی کے سنن و آداب سے متعلّق احادیثِ طیّبہ 23
ذبح کے مستحبات 24
ذبح کے وقت کے مکروہ کام 25
ذبح کون کرسکتا ہے 25
کس کا ذبح کرنا بہتر ہے 25
قربانی میں جانور کی جگہ کا اعتبار ہے 26

﴿ذبح کے بعد کے مسائل﴾

جانور کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے 26
کھال کے احکام 26
جانور کی کیا کیا چیزیں کھانا حرام ہیں ؟ 27
گوشت کے مسائل 27

﴿مشترکہ قربانی کے مسائل﴾

مشترکہ قربانی کے جواز کی شرائط 28
جانور میں دوسرے کو کب تک شریک کیا جاسکتا ہے 28
کسی شریک کا اپنے حصہ کی قیمت سے زیادہ دینا 29
مشترکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم 29
شرکاء کی نیتوں کا مختلف ہونا 29
کسی اور کی جانب سے قربانی کرنا 30
میّت کی طرف سے قربانی اور اُس کی اقسام 30
اگر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور قربانی کے ایّام گزر جائیں 31

☆—☆—☆

قربانی کی اہمیت:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا، لیکن اس وقت بتوں کے نام پر قربانی کی جاتی تھی، اسلام نے آکر اس کو صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک کے لئے خاص کر دیا اور اس کے علاوہ کسی اور کے نام پر ہونے والے ذبیحوں کو مردود اور حرام قرار دیا۔ اِس کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دس سال تک وہاں قیام فرمایا اور مسلسل پابندی کے ساتھ ہر سال بلاناغہ قربانی کا اہتمام کیا۔(ترمذی:1507)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضَحَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ"

یعنی نبی کریم ﷺ نے قربانی کی ہے، آپ کے بعد مسلمانوں نے کی ہے اور اِسی کے مطابق سنّت جاری ہو چکی ہے۔(سنن ابن ماجہ:3124)

قربانی کے لفظ کا معنی اور اُس کی صورتیں:

قربانی کا لفظ (جس کا مادہ "قربان" ہے) اگرچہ جانوروں کے ذبیحہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن باعتبار لغت یہ ہر اُس چیز پر بولا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے تقرب یعنی قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔

بنیادی طور پر قربانی تین چیزوں کی ہوتی ہے:

(1) جان کی قربانی۔ (2) مال کی قربانی۔ (3) خواہشات کی قربانی۔

نماز، روزہ اور دیگر جسمانی عبادات پہلی قسم سے تعلق رکھتی ہیں، جن میں جہاد کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل ہے۔ زکوۃ، صدقہ وخیرات اور دیگر مالی عبادات (جس میں قربانی بھی شامل ہے) دوسری قسم سے متعلق ہیں، جبکہ خواہشات کی قربانی میں تمام بدنی ومالی عبادتیں بلکہ ایک مسلمان کی شروع سے لے کر آخر تک کی پوری زندگی آجاتی ہے، اس لئے کہ خواہشات کی قربانی کے بغیر کسی عبادت کا سرانجام دینا یا کسی گناہ ونافرمانی سے بچنا ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ قربانی کی یہ قسم بقیہ دونوں قسموں سے افضل قرار پائی ہے، بلکہ دیکھا جائے تو پہلی دونوں قسمیں دراصل اس تیسری قسم ہی کی ایک شکل ہیں۔ جانوروں کی قربانی میں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ دراصل

خواہشات کو قربان کرنے کی ایک ٹریننگ ہے، اس سے بندوں کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ جانور کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی پوری زندگی میں حرام خواہشات کو قربان کرنا سیکھیں۔

قربانی کے فضائل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں:

"مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا"

عید الاضحیٰ کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالی کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، پس تم لوگ خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔(ترمذی:1493)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ قربانیاں کیا چیز ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ**" یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے پوچھا: ہمارے لئے اس میں کیا اجر و ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ**"۔ ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ ہم نے پھر پوچھا: یہ فضیلت اون والے جانور میں بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اون کے بھی ہر بال پر ایک نیکی ہے۔(ابن ماجہ:3127)

سننِ کبری بیہقی میں "**بِكُلِّ قَطْرَةٍ حَسَنَةٌ**" کے الفاظ ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے خون کے ہر قطرہ میں ایک نیکی ملتی ہے۔(سنن کبریٰ بیہقی:19016)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"يَا فَاطِمَةُ قَوْمِي إِلَى أُضْحِيَّتِكَ فَاشْهَدِيهَا فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكِ عِنْدَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا كُلُّ ذَنْبٍ عَمِلْتِيهِ"

اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنے جانور کی قربانی میں حاضر ہو جاؤ، کیونکہ اُس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔(مستدرکِ حاکم:7524)

ایک ضعیف روایت میں ہے:

"فَإِنَّهَا مَطَايَاكُم عَلَى الصِّرَاطِ" کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب قوی رکھا کرو کیونکہ وہ (قیامت کے دن) پل صراط پر تمہاری سواری ہوگا۔(کنز العمال:12177)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

"مَا أُنْفِقَتْ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ نَحِيرٍ يُنْحَرُ فِي يَوْمِ عِيدٍ"

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی مال محبوب نہیں جو اُس قربانی کے جانور میں خرچ کیا جائے جو عید کے دن قربان کیا جائے۔(طبرانی کبیر:10894)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"مَنْ ضَحَّى طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، مُحْتَسِبًا لِأُضْحِيَّتِهِ كَانَتْ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ"

جس نے خوشدلی کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے قربانی کی تو وہ قربانی کا جانور اُس کیلئے جہنم سے حجاب بن جاتا ہے۔(طبرانی کبیر:2736)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

"ضَحُّوا وَطَيِّبُوا بِهَا أَنْفُسَكُمْ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يُوَجِّهُ ضَحِيَّتَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ إِلَّا كَانَ دَمُهَا، وَفَرْثُهَا، وَصُوفُهَا حَسَنَاتٍ مُحْضَرَاتٍ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔(مصنّف عبد الرزاق:8167)

خوشدلی کے ساتھ قربانی کیا کرو، اِس لئے کہ کوئی مسلمان بھی اپنی قربانی کا جانور قبلہ رُخ (کرکے ذبح) کرے تو اُس کا خون، گوبر اور اُون سب کچھ نیکیاں بن کر میزانِ عمل میں قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا۔

قربانی کے فضائل کا خلاصہ:

مذکورہ بالا احادیث سے قربانی کے مندرجہ ذیل فضائل معلوم ہوتے ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین عمل ہے۔(ترمذی:1493)

(2) قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضاء اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔(ترمذی:1493)

(3) قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔(ابن ماجہ:3127)

(4) جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(ابن ماجہ:3127)

(5) جانور اگر اون والا بھی ہو تو ہر اون کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(ابن ماجہ:3127)

(6) جانور کے خون کے ہر قطرے کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔(سنن بیہقی:19016)

(7) خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے ہی قربانی کرنے والے کی مغفرت کردی جاتی ہے۔(مستدرکِ حاکم:7524)

(8) قربانی کا جانور قیامت کے دن پل صراط پر سواری ہوگا۔(کنز العمال:12177)

(9) قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال کا سب سے محبوب ترین مصرف ہے۔(طبرانی کبیر:10894)

(10) خوشدلی سے ثواب کی نیت سے قربانی کرنے والے کیلئے جانور جہنم سے رکاوٹ ہوگا۔(طبرانی کبیر:2736)

(11) جانور کا خون، گوبر اور اُون سب کچھ نیکیاں بن کر میزانِ عمل میں حاضر ہوگا۔(مصنّف عبد الرزاق:8167)

قربانی نہ کرنے کی وعیدیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”**مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا**“ جو شخص تم میں سے (قربانی کی) وسعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ ہمارے عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔(مسند احمد:8273)

قربانی کا حکم:

قربانی کے حکم کے بارے میں حضرات ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے دو قول ملتے ہیں:

(1) واجب: یہ حضرات احناف اور مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، جو قربانی کے وجوب کے قائل ہیں۔

(2) سنّتِ مؤکّدہ: اِمام شافعی اور اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما اس کو سنتِ مؤکدہ کہتے ہیں۔(البنایۃ:12/4)

سنّت مؤکّدہ ہونے کے دلائل:

● — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: ”**إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ**“

ترجمہ: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اُسے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔(صحیح مسلم:1977)

فائدہ: مذکورہ روایت میں قربانی کو اِرادے پر موقوف کیا ہے اور اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ورنہ اُسے اِرادے پر موقوف نہیں کیا جاتا۔

● — حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

”**ثَلَاثٌ هُنَّ عَلَيَّ فَرَائِضُ، وَهُنَّ لَكُمْ تَطَوُّعٌ: الْوِتْرُ، وَالنَّحْرُ، وَصَلَاةُ الضُّحَى**“

تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے بہتر ہیں: ایک وتر کی نماز، دوسری چیز قربانی کرنا اور تیسری چیز چاشت کی نماز پڑھنا۔(مسند احمد:2050)

●— حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی ایک اور روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "**كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ، وَأُمِرْتُ بِصَلَاةِ الْأَضْحَى وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِهَا**" مجھ پر قربانی فرض کی گئی ہے، تم پر فرض نہیں۔ اور مجھ پر چاشت کی نماز فرض کی گئی ہے اور تمہیں اِس کا حکم نہیں دیا گیا۔(دار قطنی:4751)

واجب ہونے کے دلائل:

●— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا**"

جو شخص تم میں سے (قربانی کی) وسعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ ہمارے عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔(مسند احمد:8273)

فائدہ: اِس حدیث میں وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید ذکر کی گئی ہے، جس سے قربانی کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے، اِس لئے کہ مسنون و مستحب کام کے ترک کرنے پر وعید نہیں ذکر کی جاتی۔(ہدایہ، کتاب الاُضحیۃ)

●— ایک دفعہ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس قربانی کیلئے "جذعہ" ہے (یعنی اُس کی عُمر مکمل نہیں ہے تو کیا میں اُس کی قربانی کرلوں؟) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"**اِذْبَحْهَا وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ**"

تم اسے ذبح کرلو لیکن تمہارے بعد کسی کیلئے یہ کافی نہ ہوگا۔(بخاری:5545)

فائدہ: مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا کہ "صرف تمہارے لئے درست ہے، تمہارے علاوہ کسی کیلئے" یہ اُسلوب واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔(البنایۃ:12/7)

●— ایک روایت میں ہے، حضرت امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں قرض لیکر قربانی کرلوں؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "**نَعَمْ فَإِنَّهُ دَيْنٌ مَقْضِيٌّ**"۔ جی ہاں! کرلو اِس لئے کہ یہ ایسا دین ہے جو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) اداء کردیا جاتا ہے۔(دار قطنی:4755)

●— قربانی کے واجب ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دس سال تک وہاں قیام فرمایا اور مسلسل پابندی کے ساتھ ہر سال بلاناغہ قربانی کا اہتمام کیا، چنانچہ ترمذی شریف کی روایت ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "**أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

بِالمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ" نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منوّرہ میں دس سال قیام فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر سال قربانی کرتے تھے۔(ترمذی:1507)

●—حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضَحَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ"

یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قربانی کی ہے، آپ کے بعد مسلمانوں نے کی ہے اور اِسی کے مطابق سنّت جاری ہو چکی ہے۔(ابن ماجہ:3124)

تنبیہ: واضح رہے کہ قربانی کو اگر سنت مؤکدہ بھی کہا جائے تب بھی عملی اعتبار سے اس کے لازم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اِس لئے کہ سنتِ مؤکدہ اور واجب عملی اعتبار سے ایک جیسے ہیں کیونکہ دونوں ہی کا کرنا لازم ہوتا ہے اور دونوں ہی کے ترک کرنے سے گناہ ہوتا ہے، اِس لئے قربانی کو اگر سنّتِ مؤکدہ بھی کہا جائے تب بھی اِس کو کرنا ضروری اور لازم ہے، اور وسعت کے باوجود ترک کرنا گناہ کا باعث ہے۔ لہٰذا اصحابِ حیثیت لوگوں کو کسی بھی صورت میں اس کے کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیئے، بلکہ اللہ نے اگر وسعت اور فراوانی دی ہے تو صرف ایک ہی نہیں، بلکہ کئی کئی قربانی کا اہتمام کرنا چاہیئے، خود نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بھی ایک سے زائد قربانی کا کرنا ثابت ہے، بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی تمام امّت (امّتِ اِجابت یعنی مسلمانوں) کی جانب سے جو قربانی کی تھی اُس کا تقاضا یہ ہے کہ حیثیت ہو تو ایک قربانی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب سے بھی قربانی کی جائے، چنانچہ الحمد للہ! مسلمانوں میں یہ چیز دیکھنے میں آتی ہے، اور بہت سے لوگ اپنی قربانی کے ساتھ ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب سے بھی قربانی کر رہے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِس کی حیثیت اور توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

﴿قربانی کے مسائل واحکام﴾

قربانی کے مختلف اور متنوّع مسائل ہیں، آسانی کے پیش نظر یہاں اُنہیں چار حصوں میں تقسیم کیا جارہا ہے:

(1) ذبح سے پہلے کے مسائل۔ (2) ذبح کے وقت کے مسائل۔

(3) ذبح کے بعد کے مسائل۔ (4) مشترکہ قربانی کے مسائل۔

﴿ذبح سے پہلے کے مسائل﴾

جانور کے ذبح سے پہلے اُس کا وجوب، خریداری اور پالنے وغیرہ سے متعلّق مختلف قسم کے مسائل پیش آتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان مرد و عورت عاقل، بالغ، مقیم پر لازم ہے، جبکہ اُس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کا ضرورت سے زائد مال ہو، خواہ وہ مال سونا چاندی ہو یا نقدی یا مالِ تجارت۔ واضح رہے کہ ہر شخص کی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے، پس ایک گھر کے سربراہ کا قربانی کرلینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی اگر صاحبِ نصاب ہیں تو اُن پر بھی قربانی ضروری ہے۔

قربانی کرنے والے کیلئے بال ناخن نہ کاٹنے کا حکم:

مسلم شریف کی روایت میں ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ“

جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اُسے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔(مسلم:1977)

قربانی کی اقسام:

حکم کے اعتبار سے قربانی کی دو قسمیں ہیں: (1) واجب قربانی۔(2) نفلی قربانی۔

واجب قربانی:

واجب قربانی وہ کہلاتی ہے جو شرعاً لازم ہو، اور اُس کا ترک کردینا گناہ ہو، پھر اس کی تین قسمیں ہیں:

(1) واجب علی الغنی والفقیر:

یعنی وہ قربانی جو صاحبِ وسعت (صاحبِ نصاب) اور تنگ دست دونوں پر لازم ہوتی ہے۔ جیسے: نذر کی قربانی۔ کیونکہ نذر خواہ کوئی غنی ومالدار مانے یا مفلس، دونوں پر اُسے پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

(2) واجب علی الغنی فقط:

یعنی وہ قربانی جو صرف صاحبِ وسعت (صاحبِ نصاب) پر لازم ہوتی ہے، تنگ دست پر نہیں، جیسے: عید کی قربانی۔ کیونکہ یہ صرف صاحبِ حیثیت یعنی صاحب نصاب پر لازم ہوتی ہے۔

(3) واجب علی الفقیر فقط:

یعنی وہ قربانی جو صرف تنگ دست پر لازم ہوتی ہے۔ جیسے: قربانی کی نیت سے جانور کا خریدنا، اِس سے اُس شخص پر اُسی جانور کی قربانی لازم ہو جاتی ہے جو صاحبِ نصاب نہ ہو۔

نفلی قربانی:

نفلی قربانی وہ ہے جو شرعاً لازم نہ ہو، لیکن کرنے پر ثواب ملے اور ترک کرنا جائز ہو۔ جیسے: مسافر کی قربانی، اور تنگ دست (غیر صاحبِ نصاب) کی قربانی، بشرطیکہ اُس نے نذر نہ کی ہو اور قربانی کا جانور خریدا نہ ہو۔ (ہندیہ: 5/291)

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان، مرد وعورت، عاقل، بالغ اور مقیم پر لازم ہے، جبکہ اُس کی ملکیت میں صدقہ فطر کا نصاب موجود ہو، یعنی ساڑھے باون (52.5) تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کا ضرورت سے زائد مال ہو، خواہ وہ مال سونا چاندی (خواہ کسی بھی شکل میں) ہو یا نقدی یا مال تجارت ہو۔ (شامیہ: 6/313 تا 315)

تنبیہ: واضح رہے کہ ہر شخص کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے، پس ایک گھر کے سربراہ کا قربانی کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی اگر صاحب نصاب ہیں تو اُن پر بھی قربانی ضروری ہے۔

قربانی کے واجب ہونے کی شرائط:

یعنی وہ شرائط جن کے پائے جانے سے قربانی لازم ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں:

(1) مسلمان ہونا: کافر اور مُشرک پر قربانی لازم نہیں۔

(2) عاقل ہونا: پاگل پر قربانی لازم نہیں۔

(3) بالغ ہونا: نابالغ پر قربانی لازم نہیں۔

(4) مقیم ہونا: مسافر پر قربانی لازم نہیں۔

(5) صاحبِ نصاب ہونا: کسی غیر صاحب نصاب پر قربانی نہیں۔ (البنایہ: 12/4) (ردالمحتار: 6/315، 316)

قربانی کے جانور کون کون سے ہیں:

شریعت میں تین طرح کے جانوروں کی قربانی کو مشروع کیا گیا ہے:

(1)ابل: اِس میں اونٹ، انٹنی خواہ کسی بھی نسل کے ہوں، سب شامل ہیں

(2)بقر: اِس میں گائے، بیل بھینس سب شامل ہیں۔

(3) غنم: اِس میں بکرا، بھیڑ اور دنبہ نر ومادہ سب شامل ہیں۔

صرف مذکورہ تین قسم کے جانوروں ہی کی قربانی جائز ہے اگرچہ یہ وحشی ہی کیوں نہ ہوگئے ہوں، اِن کے علاوہ کسی بھی قسم کے حلال یا حرام جانوروں کی قربانی درست نہیں ہوتی۔

(البنایۃ:12/45،46)(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2719)(مرقاۃ:3/1079)

قربانی کے جانوروں کی عُمریں :

قربانی کے جانوروں میں مندرجہ ذیل عمروں کالحاظ ضروری ہے، اس کے بغیر قربانی درست نہیں ہوتی۔

- اونٹ میں: پانچ سال مکمل ہو کر چھٹا شروع ہو چکا ہو۔
- بقر میں: دو سال مکمل ہو کر تیسرا شروع ہو چکا ہو۔
- غنم میں: ایک سال مکمل ہو کر دوسرا شروع ہو چکا ہو۔(مرقاۃ:3/1079)

فائدہ: بھیڑ اور دنبہ سال سے کم بھی ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جائز ہیں:

(1)چھ ماہ سے زیادہ ہو۔(2)اتنا فربہ ہو کہ سال کا محسوس ہو۔(البنایۃ:12/45،46)

قربانی کے جانوروں میں حصوں کی تعداد:

(1)اونٹ نر ومادہ: سات حصے۔

(2) گائے بھینس نر ومادہ: سات حصے۔

(3) بکرا، بھیڑ اور دنبہ نر ومادہ: ایک حصہ۔

قربانی کے جانور کس طرح کے ہونے چاہیئے:

قربانی کا جانور صحیح سالم ہونا چاہیئے یا کم از کم ایسا جانور ہونا چاہئے جس میں کوئی عیبِ مانع نہ ہو۔ عیب مانع سے مراد وہ عیب ہے جس کے ہوتے ہوئے قربانی نہیں ہوتی۔ عیب مانع کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

کان	قربانی کے جانور کے پیدائشی طور پر کان نہ ہو، یا ہو لیکن تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)اور اگر کان چِر کر دو ہو گئے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔(فتاوی محمودیہ:17/386)
آنکھ	قربانی کا جانور اندھا ہو یا کانا ہو یعنی آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زیادہ روشنی نہ ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)
دُم	دُم اگر تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)واضح رہے کہ اِس میں دنبہ کی دم (چکتی) مراد نہیں، پس اگر وہ چکتی اگر پوری بھی کٹی ہو تو بھی اُس کی قربانی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/517)
لنگڑا ہونا	اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا ہو، یا رکھا جاتا ہو لیکن اس سے چل نہیں سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)
کمزور ہونا	قربانی کا جانور اگر اتنا دُبلا اور مریل ہو کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)
سینگ	پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا سینگ تو تھے لیکن درمیان سے ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے، ہاں! اگر بالکل جڑ سے کٹا ہو تو درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517) سینگ نہ ہونے کی تین صورتیں ہیں:(1)پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، اس کی قربانی صحیح ہے۔(شامیہ : 6/323)(2)سینگ درمیان سے ٹوٹ گئے ہوں،اِس کی قربانی صحیح ہے۔(شامیہ:6/323)(3)جانور کے سینگ بالکل جڑ ہی سے اکھڑ گئے ہوں، ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔(مرعاۃ:5/99)(ردالمحتار:6/323)(احسن الفتاوی:7/517)
دانت	دانت ٹوٹ گئے ہوں یا گھس گئے ہوں تو ایک قول اکثر کو دیکھنے کا ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ اِس چیز کو دیکھیں گے کہ اگر چارہ کھا سکتا ہے تو جائز ہے، احسن الفتاوی میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔(احسن الفتاوی:7/514)
زبان	تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔(ردالمحتار:6/325)
خنثیٰ	جس بکری میں نر اور مادّہ دونوں کی علامتیں موجود نہ ہوں یا دونوں کی علامت ہو وہ خنثیٰ ہے، اس کی قربانی نہ کی جائے۔(محمودیہ:17/379)

	ہاں! اگر مذکر یا مؤنّث ہونے کی علامت غالب ہو، جس سے اُس کا کسی نوع کا ہونا ثابت ہو جائے تو اُس کی قربانی کرنا جائز ہے۔(امداد الأحکام:4/270)
گابھن	گابھن یعنی حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر وضعِ حمل یعنی بچہ کی ولادت کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہو تو اس کی قربانی کرنا مکروہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔(محمودیہ:17/353)
بانجھ	بانجھ جانور کی قربانی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/520)(رد المحتار:6/325)
مجنون	یعنی جس جانور کو جنون اور مرگی کا دورہ پڑتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ اُس نے اِس کی وجہ سے چارہ کھانا نہ چھوڑا ہو۔(عالمگیری:5/298)
تھن	گائے کے تھنوں میں سے دو تھن اور بکری کا ایک تھن خراب ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔(احسن الفتاوی:7/487)
خصی	خصی ہونا جانور میں کوئی عیب نہیں، اس لئے اس کی قربانی بلاشُبہ کی جاسکتی ہے، خود نبی کریم ﷺ سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے۔(ابن ماجہ:3122)(عالمگیری:5/357) اِسی طرح جس جانور کے ایک ہی خصیہ (فوطہ) ہو اُس کی قربانی بھی جائز ہے، اُس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔(امداد الأحکام:4/190)

فائدہ: جن جانوروں میں کوئی عیب ہو، اگرچہ وہ عیبِ مانع یعنی زیادہ نہ بھی ہو تب بھی مستحب یہ ہے کہ اُن کی قربانی سے بھی اجتناب کیا جائے۔(رد المحتار:6/323)

تنبیہ: واضح رہے کہ خریدنے کے بعد اگر کوئی عیب مانع پیدا ہو جائے تب بھی قربانی درست نہیں ہوتی، اُس کی جگہ صحیح سالم جانور قربان کرنا ضروری ہوتا ہے، ہاں! اگر ایسے شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا ہے جس کے اوپر قربانی لازم ہی نہ تھی، اور پھر کوئی عیب پیدا ہو گیا تو وہ اُسی جانور کی قربانی کرے گا۔(رد المحتار:6/325)

قربانی کے جانوروں میں پسندیدہ خصوصیات:

قربانی کے جانور میں مندرجہ ذیل خصوصیات پسند کی گئی ہیں، اِس لئے خریدتے ہوئے اگر آسانی سے ممکن ہو تو اِن کو ملحوظ رکھنا چاہیئے:

(1) فربہ یعنی موٹا ہونا، کیونکہ اس میں فقراء کا فائدہ ہے۔(مستدرک حاکم:7561)

(2) خصی ہونا، نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔(ابن ماجہ:3122)

(3) زیادہ گوشت والا ہونا۔(ایضاً)(رد المحتار:6/322)(کفایت المفتی:8/195)

(4) گوشت کا عمدہ ہونا۔(ردالمحتار:6/322)

(5) جانور کا زیادہ قیمت والا ہونا۔(مستدرک حاکم:7561)(عالمگیری:5/299)

(6) مادہ ہونا۔(ہندیہ:5/300)(الدرالمختار:6/322)

(7) سینگوں والا ہونا۔(بخاری:1712)(فتح الباری:10/11)(مستدرک حاکم:4/254)

(8) جانور کا چتکبرا ہونا۔(مسلم:1967)(مرعاۃ المفاتیح:5/75)

فائدہ: واضح رہے کہ خصی ہونا جانور کے لئے عیب نہیں، بلکہ اُس کی خوبی اور وجہِ افضلیت ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے قربانی کے لئے اس کا انتخاب فرمایا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس مقصد کے لئے جانور کو خصی کرنا جائز ہے اور وہ حدیث جس میں جانور کو خصی کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق اُس سے بلاضرورت خصی کرنا مراد ہے۔(عالمگیری:5/357)

قربانی کے جانور کی خریداری:

جانور کی خریداری میں مندرجہ ذیل امور کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیئے:

(1)— جانور حلال اور پاکیزہ مال سے خریدنا چاہیئے، اِس لئے کہ حدیث میں آتا ہے: نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: "لَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ" کہ اللہ تعالیٰ صرف حلال و پاکیزہ مال کو قبول کرتے ہیں۔(بخاری:1410) لہٰذا اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور کو حرام مال سے خرید کر اجر و ثواب کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔

(2)— جانور کو اچھی طرح سے دیکھ لینا چاہیئے کہ اُس کی عمر پوری ہے یا نہیں، اِسی طرح اُس کے اندر کوئی ایسا عیب تو نہیں جس کی وجہ سے قربانی نہ ہوتی ہو۔ حدیث میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ العَيْنَ وَالأُذُنَ" یعنی نبی کریم ﷺ ہمیں اِس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ ہم جانور کی آنکھ اور کان وغیرہ کو اچھی طرح سے دیکھ لیں۔(ترمذی:1498)

(3)— بہتر یہ ہے کہ اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق اچھا، عمدہ اور فربہ جانور خریدنے کا اہتمام کیا جائے۔ حدیث میں ہے: "إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا"

بے شک قربانی کیلئے سب سے افضل جانور وہ ہے جو سب سے زیادہ مہنگا اور فربہ ہو۔(مستدرک حاکم:7561)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

"كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ"

یعنی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب قربانی کا اِرادہ فرماتے تو بڑے، فربہ، سینگوں والے، چتکبرا رنگ کے اور خصی دو مینڈھے خریدتے۔(ابن ماجہ:3122)

لیکن یہ واضح رہنا چاہیئے کہ فربہ اور مہنگے جانور خریدنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضاء و خوشنودی ہونی چاہیئے، ناموری اور شہرت ہر گز ہر گز مقصود نہیں ہونی چاہیئے ورنہ "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق ہو جائے گا۔

(4)—اگر جانور میں کسی کو شریک کرنا ہو تو بہتر ہے کہ خریداری سے پہلے ہی اُس سے بات وغیرہ کرکے طے کرلیں، اگرچہ یہ کام بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن پہلے کرلینا بہتر ہے۔(شامیہ:6/317)

قربانی کا جانور قرض لیکر یا ادھار پر خریدنا:

جانور کی خریداری میں بسا اوقات نقد ادائیگی کیلئے رقم نہیں ہوتی اور وہ قرض لیکر یا ادھار پر جانور کو خریدنا چاہتا ہے تو اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ صاحبِ نصاب نہیں تو قرض لیکر اپنے آپ پر اضافی بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے، کیونکہ شریعت نے اُس پر قربانی کو لازم ہی نہیں کیا۔ہاں!اگر وہ صاحبِ نصاب ہے لیکن فی الحال جانور کی خریداری کیلئے اُس کے پاس رقم موجود نہیں تو وہ کسی سے ادھار لیکر یا خود بیچنے والے سے ادھار پر جانور خرید سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

قربانی کا جانور قسطوں پر خریدنا :

قسطوں پر کی جانے والی خرید و فروخت جائز ہے، اور قربانی کے جانور میں بھی یہ طریقہ اپنایا جاسکتا ہے یعنی ایک متعیّنہ رقم میں جانور کو خرید لیا جائے اور بعد میں ماہانہ یا جو بھی طے ہو اُس کے مطابق قسطوں کی ادئیگی کی جاتی رہے۔اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جس جانور کے آپ مالک ہیں اُس کی قربانی جائز ہے، خواہ نقد خریدیں یا ادھار اور قسطوں پر۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

قربانی کا جانور تول کر یعنی وزن کرکے خریدنا یا بیچنا:

موجودہ دور میں بہت سی جگہوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو تول کر اور وزن کرکے فروخت کرتے ہیں، یہ جائز ہے اور ایسی قربانی بھی بلاشبہ درست ہے۔(ماہنامہ بینات ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ)

البتہ اِس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ خریدتے ہوئے قربانی ہی کو مقصود اور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے، گوشت کے حصول کی نیت نہیں کرنی چاہیئے۔

قربانی میں افضلیت:

قربانی میں افضلیت سے متعلّق کئی چیزیں ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

قربانی کس دن افضل ہے؟ : قربانی پہلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے اُس کے بعد دوسرے دن اور پھر تیسرے دن۔(ردّالمحتار:6/316)

قربانی کس وقت افضل ہے؟ :شہر والوں کیلئے عید کے خطبہ کے بعد کرنا افضل ہے جبکہ دیہات والوں کا طلوعِ آفتاب کے بعد کرنا افضل ہے۔(فتاویٰ ہندیہ:5/295)

قربانی کس جگہ کرنا افضل ہے؟ :قربانی کا عید گاہ میں کرنا افضل ہے تاکہ شعائر اسلام کا خوب اچھے طریقے سے سب کے سامنے برملا اظہار ہو۔(مرقاۃ:3/1080)

قربانی دن میں کرنا افضل ہے یارات میں؟: قربانی دن میں کرنا افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے، اگرچہ رات میں کرنا بھی جائز ہے۔(الجوھرۃ النیّرۃ:2/186)

قربانی خود کرنا افضل ہے یا کروانا؟ :قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے اور اگر دوسروں سے کروائی جائے تب بھی جائز ہے، لیکن پھر بھی قربانی کے وقت میں موجود رہنا بہتر ہے۔(ہدایۃ:4/361)

کتنی قربانی کرنا افضل ہے؟: اگر وسعت اور حیثیت ہو تو دو قربانی کرنا افضل ہے، اگرچہ ایک قربانی کرلینا بھی کافی ہے۔(فتح الباری:10/12)

مکمل جانور قربان کرنا افضل ہے یا حصہ؟: پورا جانور قربان کرنا افضل ہے اور شراکت کے ساتھ حصہ بھی لیا جاسکتا ہے۔(الدر المختار:6/322)

کون سا جانور افضل ہے؟: سینگوں والا، چتکبرا، فربہ خصی مینڈھا ہو تو سب سے زیادہ بہتر ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا تھا۔(ابن ماجہ:2/1043)و(مستدرک حاکم:4/254)اور اگر یہ نہ ہوسکے تو جس جانور کا گوشت عمدہ یا زیادہ ہو وہ زیادہ بہتر ہے۔(فتاویٰ ہندیہ:5/299)

دورانِ پرورش پیش آنے والے مسائل :

(1)جانور کو کچھ دن پہلے ہی سے خرید کر کھلانا پلانا اور اُسے فربہ و موٹا کرنا مستحب ہے۔(امداد الاحکام:4/190)

(2) قربانی کے جانور سے کسی بھی طرح کا نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، مثلاً: اُس پر سواری کرنا، اُس کا اُون اتارنا، یا اُس کا دودھ نکالنا، وغیرہ۔ (شامی:6/329)

(3) قربانی سے پہلے جانور گم ہو جائے، مر جائے یا چوری ہو جائے تو غنی پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے جس کا قیمت میں پہلے کے برابر ہونا کوئی ضروری نہیں، کم قیمت کا جانور بھی ہو سکتا ہے۔ اور تنگ دست پر کچھ بھی واجب نہیں۔ (احسن الفتاوی:7/504)

(4) اگر گمشدہ یا چوری شدہ جانور مل جائے جبکہ اُس کے متبادل دوسرا جانور خرید لیا گیا ہو تو تنگ دست پر دونوں کی قربانی کرنا ضروری ہے، جبکہ غنی پر کسی بھی ایک جانور کی۔ لیکن اگر دوسرے جانور کی قیمت پہلے کے مقابلے میں کم ہو تو کمی کی مقدار کو صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (تسہیل بہشتی زیور:2/263)

(5) قربانی کی نیت سے خریدا گیا جانور مالدار تو تبدیل کر سکتا یا بیچ سکتا ہے، لیکن بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہیئے، اور اِس صورت میں جو نفع ہو اُسے صدقہ کر دینا چاہیئے جبکہ تنگ دست کیلئے یہ درست نہیں، اُسے وہی جانور قربان کرنا ضروری ہے، اگرچہ عیب دار ہی کیوں نہ ہو جائے۔ (امداد الاحکام:4/216) (کفایت المفتی:8/199)

(6) اگر قربانی کے جانور کا ذبح کرنے سے پہلے بچہ ہو جائے یا ذبح کرنے کے بعد پیٹ سے بچہ نکلے تو دیکھیں گے، اگر مردہ ہے تو کھانا جائز نہیں، اگر زندہ ہے تو اُسے ماں کے ساتھ ذبح کر دیا جائے یا چاہیں تو صدقہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن اگر یہ دونوں کام نہ کیے یہاں تک کہ بچہ زندہ رہا اور بڑا ہو گیا تو اگلے سالوں میں اپنی واجب قربانی کے لئے اُس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاوی رحیمیہ:10/27،43)

(7) اگر قربانی کے جانور کو کسی بیماری یا عیب مانع طاری ہو جانے کی وجہ سے قبل از وقت ذبح کرنا پڑ جائے تو غنی کیلئے اُس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدنا ضروری ہے اور اِس جانور کا گوشت بیچ دینا یا کھا لینا جائز ہے۔ جبکہ تنگ دست (جس پر قربانی لازم نہ تھی) کے لئے دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں، اور اِس جانور کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا یا بیچنا درست نہیں۔ (کفایت المفتی:8/197)

(8) قربانی کرنے والا اگر انتقال کر جائے تو وہ خریدا گیا جانور مرحوم کے ترکہ میں شامل ہو جائے گا، تاہم اگر تمام ورثاء اُس جانور کی قربانی پر دل سے راضی ہوں تو قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ:10/34)

(9) اگر کوئی غنی (یعنی صاحب نصاب شخص) نے قربانی کے لئے جانور خریدا ہو اور پھر قربانی کے ایام آنے سے پہلے ہی وہ تنگ دست ہو جائے تو اُس پر قربانی لازم نہیں رہتی۔ (احسن الفتاوی:7/511) (فتاوی محمودیہ:17/317)

﴿ذبح کے وقت کے مسائل﴾

ذبح اسلامی کی تین بنیادی شرائط :

1. ذبح کرنے والے کا مسلمان یا (حقیقی طور پر) کتابی ہونا۔ چنانچہ کسی کافر، مشرک، شیعہ، قادیانی، ذکری، وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں۔
2. ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا۔ بھولے سے اگر نہ لیا جائے تو حلال ہے، جان بوجھ کر چھوڑنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔
3. شرعی طریقے سے غذا کی نالی، سانس کی نالی اور خون کی دونوں رگوں کو کاٹنا۔ کل چار ہوتی ہیں، جن میں سے تین کا کٹنا بھی کافی ہے۔(جواہر الفقہ عثمانی :2/281)

واضح رہے کہ گلے کو اتنا کاٹا جائے گا کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے، دوسری اُسے چپکی ہوئی وہ نالی ہے جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو موٹی شہ رگیں جو ان دونوں کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تب بھی ذبح درست ہے، اُس کا کھانا حلال ہے اور اگر محض دو رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا، اُس کا کھانا درست نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/255)

قربانی کے صحیح ہونے کی شرائط :

یعنی وہ شرائط جن کا اگر لحاظ نہ کیا جائے تو قربانی اداء ہی نہیں ہوتی، اور وہ یہ ہیں:

(1) **قربانی کی صحیح نیت کا پایا جانا:**

اگر بلا نیت کے قربانی کر دی جائے یا غلط نیت (گوشت حاصل کرنے کی نیت) سے قربانی کی جائے تو قربانی درست نہیں ہوگی، البتہ خریدتے ہوئے نیت کرنا کافی ہے، اگرچہ ذبح کے وقت نیت نہ بھی کی جائے۔(ردالمحتار:6/312)

(2) **جانور میں قربانی کی شرائط کا پورا ہونا:**

قربانی کے جانور میں اُس کی تمام شرائط کا پورا ہونا یعنی:

(الف) جانور قربانی کا ہو، مثلاً: اونٹ، گائے یا بکرا بھیڑ یا دنبہ ہو۔

(ب) جانور کی شرعی عمر پوری ہو، یعنی اونٹ میں پانچ، گائے میں دو اور بکرے وغیرہ میں ایک سال مکمل ہو۔

(ج) جانور عیوبِ فاحشہ (یعنی کسی بڑے اور کثیر عیب) سے محفوظ ہو۔(الفقہ الاسلامی:4/2719)

(3) وقت مخصوص کا پایا جانا:

یعنی 10، 11، 12 ذی الحجہ کے ایّام ہونے چاہیئے، پس اگر اِن دنوں کے علاوہ قربانی کی جائے گی تو قربانی صحیح نہیں ہو گی۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:1/604)

(4) ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا:

پس اگر ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی نہ ہو تو قربانی صحیح نہیں ہو گی۔(البنایۃ:11/527)

(5) ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا:

پس اگر جان بوجھ کر ذبح کرتے ہوئے تسمیہ چھوڑ دیا تو قربانی بھی نہ ہو گی اور جانور بھی حلال نہ ہو گا، البتہ بھولے سے ترک ہو جانا معاف ہے۔(البنایۃ:11/531)

(6) مخصوص رگوں کا کاٹنا:

مخصوص رگوں سے مراد سانس کی نالی، غذا کی نالی اور دو خون کی رگیں ہیں، اِن چاروں میں سے اکثر یعنی کم از کم تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، اِس سے بھی کم کاٹنے کی صورت میں قربانی صحیح نہیں ہو گی۔(الدر المختار:6/295)

ذبح کا وقت:

دس ذی الحجہ سے لے کر بارہ ذی الحجہ کی شام غروب آفتاب سے پہلے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے، البتہ پہلے دن کرنا زیادہ افضل ہے، لیکن عید کی نماز سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ اور قربانی کے ان مذکورہ ایام میں رات کو بھی قربانی کرنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/260)

ذبح کرنے کا طریقہ:

ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا رُخ قبلہ کی طرف کرکے لٹائے، اُس کے بعد یہ دعاء پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔

اُس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر پڑھ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔(تسہیل بہشتی زیور:2/260)

ذبیحہ پر رحم وشفقت اور قربانی کے سنن و آداب سے متعلّق احادیثِ طیّبہ:

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان لازم کیا ہے، لہٰذا جب تم (کسی کو حد یا قصاص میں) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔(ابوداؤد:2815)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کو پاؤں سے پکڑ کر کھینچ کر ذبح کرنے کیلئے لے جارہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! اسے اس کی موت کی جانب نہایت اچھے طریقے سے چلا کرلے جاؤ۔(مصنّف عبد الرّزاق:8605)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی چھری تیز کرے تو اِس طرح تیز نہ کرے کہ بکری دیکھ رہی ہو۔(مصنّف عبد الرّزاق:8606)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے بکری کو لٹا کر اپنے پاؤں اُس کی گردن پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اُسے دیکھا تو فرمایا: تیری ہلاکت ہو! تم یہ چاہتے ہو کہ اسے کئی موت دے کر مارو، کیا تم اسے لٹانے سے پہلے چھری تیز نہیں کرسکتے تھے!!۔(مصنّف عبد الرّزاق:8608)

حضرت صفوان بن سُلیم فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِس سے منع فرمایا کرتے تھے کہ کسی بکری کو دوسری بکری کے قریب ذبح کیا جائے۔(عبد الرّزاق:8610)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے چھری تیز کرنے کا حکم فرمایا اور اِس بات کا حکم دیا ہے کہ اُسے جانوروں سے چھپایا جائے، پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو اُسے چاہیئے کہ جلدی ذبح کردے۔(سنن کبریٰ بیہقی:19139)

ایک شخص بکری پکڑے ہوئے چھری تیز کر رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اُسے ایک دُرّہ لگایا اور فرمایا: کیا تم ایک روح (جاندار) کو عذاب دے رہے ہو، کیا یہ کام تم پہلے سے نہیں کرسکتے تھے!!۔(سنن کبریٰ بیہقی:19142)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کرتے تھے وہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔(عبد الرزاق:8169)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"مَنْ رَحِمَ ذَبِيحَةً رَحِمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" جس نے ذبح کیے جانے والے جانور پر رحم کیا اللہ تعالیٰ یامت کے دن اُس پر رحم فرمائیں گے۔(طبرانی کبیر:7913)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

”مَنْ رَحِمَ، وَلَوْ ذَبِيحَةَ عُصْفُورٍ رَحِمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

جس نے رحم کیا اگرچہ ذبح کی جانے والی ایک چڑیا پر ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر رحم فرمائیں گے۔(طبرانی کبیر:7915)

ذبح کے مستحبات:

(1)اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، ورنہ کم از کم ذبح کے وقت موجود ہونا۔(ہدایۃ)

(2)لوہے کی تیز اور دھار دار چیز استعمال کرنا تاکہ ذبح میں آسانی ہو۔ جیسے: چھری، چاقو، وغیرہ۔(ہندیہ:5/287)

(3)جانور کو لٹانے سے پہلے ہی چھری کو تیز کرلینا۔(الدر المختار:6/296)

(4)اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرنا اور دیگر جانوروں کو لٹا کر ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)

(5)حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)

(6)گردن کی ساری رگوں یعنی سانس کی نالی، غذا کی نالی اور دو خون کی رگوں کو اچھی طرح کاٹنا۔(ہندیہ:5/287)

(7)سر کو الگ کیے بغیر صرف رگوں کے کاٹنے پر ہی اکتفا کرنا۔(ہندیہ:5/287)

(8)ذبح کے وقت جانور کے دائیں پہلو پر پاؤں رکھنا۔(فتح الباری:10/18)

(9)جانور کو بائیں پہلو پر لٹانا۔(فتح الباری:10/18)

(10)جانور کو قبلہ رُخ لٹانا۔(البنایہ:11/565)

(11)جانور کو قبلہ رُخ کرتے ہوئے دعاءِ توجیہ یعنی ”إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ“ آخر تک پڑھنا۔(ابن ماجہ:3121)

(12)بائیں ہاتھ سے سر پکڑنا اور دائیں ہاتھ سے ذبح کرنا۔(فتح الباری:10/18)

(13)تسمیہ کے ساتھ تکبیر بھی کہنا۔(فتح الباری:10/18)

(14)ذبح کے بعد کھال وغیرہ اتارنے میں جانور کے ٹھنڈا ہونے (یعنی جان نکلنے) کا انتظار کرنا۔(ہندیہ:5/300)

(15)جانور کو بلا ضرورت اضافی تکلیف پہنچانے سے بچنا۔(البنایہ:11/564)

ذبح کے وقت کے مکروہ کام :

جانور کو ذبح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مکروہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے:

(1) جانور کے سامنے چھری تیز کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(2) جانور کو گھسیٹ کر مذبح لے جانا۔(شامیہ:6/296)

(3) لٹادینے کے بعد ذبح میں تاخیر کرنا۔(شامیہ:6/296)

(4) چُھری کا کند ہونا۔(شامیہ :6/296)

(5) جانور کو قبلہ رُخ نہ کرنا۔(شامیہ:6/296)

(6) کسی عیسائی وغیرہ سے ذبح کروانا۔(البنایہ:12/58)

(7) گدی کی طرف سے ذبح کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(8) ذبح میں بے جا سختی کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(9) چار میں سے بعض رگوں کو نہ کاٹنا۔(عالمگیری:5/287)

(10) ٹھنڈا ہونے سے قبل کھال یا سر جدا کرنا۔(شامیہ:6/296)

(11) بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلاف سنت ہے، بغیر عذر کے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(آپ کے مسائل:4/202)

ذبح کون کر سکتا ہے:

کوئی بھی مسلمان یا کتابی جبکہ وہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو، ذبح کر سکتا ہے، البتہ کسی کتابی سے ذبح کروانا مکروہ ہے۔ عورت بھی اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتی ہو تو ذبح کر سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔(البنایہ:12/58)

کس کا ذبح کرنا بہتر ہے :

قربانی کیلئے افضل اور بہتر یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اور اگر خود نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے، البتہ قربانی ہوتے ہوئے جانور کے پاس موجود ہونا بہتر ہے۔ عورت اگر پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو کوئی حرج نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/261)

قربانی میں جانور کی جگہ کا اعتبار ہے:

قربانی کا جانور جس جگہ ہو ذبح کرنے میں اُس جگہ کا اعتبار ہوتا ہے، چنانچہ قربانی کرنے والا اگر شہر میں ہو اور وہ اپنا قربانی کا جانور ایسے گاؤں میں بھیج دے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، اور وہاں صبح صادق کے بعد عید کی نماز سے پہلے اس کی قربانی کا جانور ذبح کر دیا جائے تو اُس شہر والے کی قربانی صحیح ہو جائے گی، اِس لئے کہ جانور جس جگہ پر موجود ہے وہاں عید کی نماز نہیں ہے۔ اِسی طرح اگر اس کے برعکس صورت ہو، مثلاً: قربانی کرنے والا گاؤں دیہات میں ہو جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو اور وہ اپنی قربانی کا جانور شہر میں کسی سے ذبح کروائے تو شہر میں جانور کو عید کی نماز کے بعد ہی ذبح کروایا جائے گا، کیونکہ قربانی کا جانور شہر میں موجود ہے اور شہر میں عید کی نماز سے پہلے قربانی درست نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ:10/40)

﴿ذبح کے بعد کے مسائل﴾

جانور کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے:

کھال اتارنے، گوشت بنانے یا سر کو الگ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے، کم از کم اتنا انتظار ہو کہ جان نکل جائے اور اعضاء کی حرکت بند ہو جائے۔ (بدائع الصنائع:5/80)

نیز اس حالت میں جانور کے ہاتھ پاؤں توڑنا یا کاٹنا سب مکروہ ہے۔ کیونکہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے یہ تمام کام بلاضرورت جانور کی اضافی تکلیف کا باعث ہیں، جن سے احتراز ضروری ہے۔

کھال کے احکام:

(1)— کھال کو صدقہ کر دے۔ (ہدایہ: کتاب الاضحیۃ)

(2)— کھال کو دباغت کے بعد کوئی چیز بنا کر خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (ایضاً)

(3)— کسی غنی یا سید کو ہبہ (ہدیہ) میں دینا بھی جائز ہے۔ (احسن الفتاوی:7/486)

(4)— دائمی استعمال کی کسی چیز سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ (ایضاً)

(5)— فروخت کر دی تو قیمت کا مصرف زکوۃ میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (ایضاً)

(6)— مدارس اسلامیہ اور دین کی نشر واشاعت کے ادارے اِن کھالوں کے بہترین مصرف ہیں، اِس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علمِ دین کی خدمت بھی۔

جانور کی کیا کیا چیزیں کھانا حرام ہیں؟

سات چیزیں حلال جانوروں میں حرام ہیں، باقی سب حلال ہیں:

(1) بہنے والا خون۔ (2) نَر کی پیشاب گاہ۔ (3) کپورے۔

(4) مادہ کی پیشاب گاہ۔ (5) غدود۔ (6) مثانہ۔ (7) پِتّا۔ (عالمگیری:5/290)

فائدہ: جانور کے پیٹ سے نکلنے والی اوجھڑی جس سے بٹ بنایا جاتا ہے، اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ اُس میں ممانعت کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ (رحیمیہ:10/81)

گوشت کے مسائل:

(1) قربانی کا گوشت خود بھی کھاسکتے ہیں، غرباء اغنیاء، مسلمان اور کافر کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔ (عالمگیری:5/300)

(2) قربانی کے جانور کا سارا گوشت خود استعمال کرنا یا سارا گوشت صدقہ کر دینا بھی درست ہے۔ (شامیہ:6/328)

(3) بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ خود کھائیں، دوسرا فقرا کو اور تیسرا اقارب اور احباب کو کھلائیں۔ (شامیہ:6/328)

(4) قربانی کے جانور کا گوشت قصائی کو اُس کی اجرت کے طور پر دینا یا بیچنا درست نہیں اگر ایسا کیا تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری:5/301)

(5) قربانی کا گوشت شادی وغیرہ کی تقریب میں پکا کر کھلایا جاسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل:4/208)

(6) اپنے نوکر اور ملازم کو بھی کھلایا جاسکتا ہے، تاہم اگر اُن کا کھانا بھی اُجرت میں طے شدہ ہو تو کھلانا درست نہیں، کیونکہ یہ بھی قربانی کے جانور کے گوشت کو بیچنے کی ہی ایک شکل ہے، البتہ یہ کرسکتے ہیں کہ اُن کو اتنے دنوں کے کھانے کی قیمت دیدی جائے۔ (احسن الفتاوی:7/494)

(7) قربانی اگر نذر اور منت کی ہو تو اُس کا گوشت نہ خود کھاسکتے ہیں نہ کسی غنی کو کھلایا جاسکتا ہے، اُسے فقراء کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (شامیہ:6/327)

(8) میت نے اگر قربانی کی وصیت کی ہو تو اُس کی وصیت کردہ قربانی کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا، فقراء پر صدقہ کردینا چاہیئے۔ (شامیہ:6/327)

﴿مشترکہ قربانی کے مسائل﴾

بڑے جانوروں میں شریعت نے ایک سے زائد (یعنی سات) افراد کی شرکت کو جائز قرار دیا ہے۔ شرکت کبھی ایک گھر یا خاندان کے افراد کی ہوتی ہے اور کبھی کسی ادارے یا جماعت کے تحت ہونے والی قربانیوں میں سینکڑوں افراد کی ہوتی ہے، بہر حال اِس کے مسائل کو سمجھنا اور اُس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، ورنہ بسا اوقات کسی ایک شریک کی وجہ سے تمام شرکاء کی قربانی خراب ہو جاتی ہے۔ ذیل میں اس سے متعلّق چند اہل مسائل ذکر کیے جارہے ہیں:

مشترکہ قربانی کے جواز کی شرائط:

کئی لوگوں کا مل کر کسی جانور کا مشترکہ قربانی کرنا درست ہے البتہ اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1) جانور چھوٹا نہ ہو۔ یعنی بقر یا ابل ہو۔ (الجوہرۃ النیرۃ:2/187)

(2) شرکت سات افراد سے زیادہ کی نہ ہو۔ (ایضاً)

(3) کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔ (ایضاً)

(4) کسی شریک کا ارادہ گوشت حاصل کرنے کا نہ ہو۔ (عالمگیری:5/304)

(5) کسی شریک کی کمائی حرام نہ ہو۔ (احسن الفتاوی:7/503)

(6) کوئی شریک کافر نہ ہو۔ (ہدایہ، کتاب الاضحیۃ:4/447)

جانور میں دوسرے کو کب تک شریک کیا جاسکتا ہے:

بہتر تو یہی ہے کہ قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہی یہ طے کر لیا جائے کہ کون کون اِس میں قربانی کے حصہ دار ہونگے۔ (شامیہ:6/317) اور اگر اُس وقت یہ کام نہ کرسکے یا طے تو کر لیا تھا لیکن خریدنے کے بعد کسی شریک کا حصہ تبدیل کیا جائے، مثلاً: زید کو نکال کر خالد کو لایا جائے تب بھی درست ہے، تاہم بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ذبح ہو جانے کے بعد بالکل تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ (آپ کے مسائل:4/202)

خلاصہ یہ ہے کہ بڑے جانور میں کسی کو شریک کرنے کی تین صورتیں ہیں:

1. جانور خریدنے سے پہلے کسی کو شریک کیا جائے تو یہ سب سے بہتر صورت ہے، یعنی خریدنے سے پہلے ہی طے کر لیا جائے۔

2. جانور خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے شریک کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور شرکت ثابت ہو جائے گی۔

3. جانور کو ذبح کرنے کے بعد کسی کو شریک کیا جائے تو یہ جائز نہیں، اِس سے اُس سے جانور میں شرکت ثابت نہیں ہوگی۔

کسی شریک کا اپنے حصہ کی قیمت سے زیادہ دینا:

مشترکہ جانور میں کوئی شریک اگر اپنے حصے سے زیادہ قیمت دے سکتا ہے یا نہیں، اِس کی کئی صورتیں ہیں:
(1) اگر اِس نیت سے ہو کہ میں اپنا حصہ کچھ زائد پیسے سے خرید تا ہوں تو جائز ہے۔ (2) اگر یہ نیت ہو کہ میں دوسرے شرکاء کے ذمے کے کچھ پیسے اپنی طرف سے بخوشی ادا کرتا ہوں تب بھی جائز ہے۔ (3) اگر یہ نیت ہو کہ میرا حصہ بقدرِ زائد پیسوں کے قربانی میں زیادہ ہوگا تو ناجائز ہے۔ (امداد الاحکام: 4/249)

مشترکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم :

شرکاء کے درمیان گوشت کو وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہے، اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے، ہاں! اگر ہر ایک کے حصہ میں سری، پائے، اور کلیجی میں سے کچھ نہ کچھ حصہ رکھ دیا جائے تو جائز ہے۔
گھر کا مشترکہ جانور جس میں اپنا، بیوی کا اور اولاد کا حصہ رکھا گیا ہو اور سب کا کھانا ایک جگہ ہو تو تقسیم ضروری نہیں۔ اگر گوشت کی تقسیم سے پہلے ہی تمام شرکاء دلی رضامندی کے ساتھ کسی کو گوشت دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ (شامیہ: 6/317) (احسن الفتاویٰ: 7/503)

شرکاء کی نیتوں کا مختلف ہونا:

نیتوں کے مختلف ہونے سے قربانی پر کوئی فرق نہیں پڑتا، بس شرط یہ ہے کہ ہر شریک کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو، چنانچہ: بعض کی نیت واجب قربانی اور بعض کی نفل کی ہو، بعض کی نیت قربانی اور بعض کی عقیقے کی ہو، یا بعض شرکاء کی نیت قربانی کرنے کی اور بعض کی نیت ولیمے وغیرہ کی دعوت کرنے کی نیت ہو، اِن تمام صورتوں میں قربانی صحیح ہو جائے گی۔ البتہ اگر بعض کی نیت صرف گوشت حاصل کرنے کی ہو تو اِس سے کسی بھی شریک کی قربانی نہ ہوگی۔ اگر کسی شریک کی نیت گزشتہ سال کی رہی ہوئی قربانی کی قضاء کرنے کی ہو تو اُس کی طرف سے نفلی قربانی ہوگی، قضاء نہیں ہوگی، کیونکہ قضاء کے لئے اُسے متوسط بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا ہی ضروری ہوگا، ہاں! اِس صورت میں باقی شرکاء کی واجب قربانی ہو جائے گی۔ (عالمگیری: 5/304)

کسی اور کی جانب سے قربانی کرنا:

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے، البتہ اس کیلئے ضروری ہے کہ اُس نے وکیل بنایا ہو، یا قربانی سے پہلے اُس سے اجازت لے لی گئی ہو، یا کم از کم قربانی سے پہلے اُسے بتادیا جائے، بغیر بتائے قربانی کرنے کی صورت میں قربانی نہیں ہوتی۔ البتہ اِس چند صورتیں مستثنیٰ ہیں:

(1)— اگر نفلی طور پر دوسرے کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو تو جائز ہے۔

(2)— دوسرے کو محض ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔

(3)—ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی کی جائے جن کی طرف سے قربانی کرنے کا عام طور پر لوگوں کا معمول ہوتا ہے، جیسے اولاد اور بیوی کی طرف سے، تو ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی اُن کی اجازت اور اطلاع کے بغیر بھی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/541)

میّت کی طرف سے قربانی اور اُس کی اقسام:

میت کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت فرمائی تھی کہ ان کی طرف سے قربانی کیا کریں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے:

حضرت حنش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو اُن سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میں اُن کی جانب سے قربانی کیا کروں، پس اِسی لئے میں اُن کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔(ابوداؤد:2790)

میّت کی طرف سے قربانی کی دوصورتیں ہیں:

(1) میت نے وصیت کی ہو اور اُس کی تعمیل میں قربانی کی جائے۔

(2) بغیر وصیت کے میت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے قربانی کی جائے۔

پہلی قسم کا حکم: یہ قربانی واجب ہے، اس لئے کہ وصیت کا نفاذ ضروری ہوتا ہے، البتہ یہ میت کے تہائی مال میں سے کی جائے گی۔ اور اس کا گوشت واجب التصدق ہوگا، فقراء کو کھلایا جائے گا۔

دوسری قسم کا حکم: یہ نفلی قربانی ہے، میت کو اس کا ثواب مل جائے گا اور گوشت عام قربانی کی طرح خود بھی کھاسکتے ہیں۔(ردالمحتار:6/326)(کتاب الفتاوی:4/137)

اگر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور قربانی کے ایّام گزر جائیں:

قربانی کے ایام گزر جائیں اور کسی بھی وجہ سے قربانی نہ کر سکے تو ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر جانور خریدا ہوا ہے تو ایسا شخص جس پر قربانی لازم نہ تھی اور اُس نے قربانی کی نیت سے خریدا تھا تو اُس کے لئے اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ جبکہ مالدار شخص کو دونوں باتوں کا اختیار ہے، چاہے تو اُسی کو صدقہ کردے اور چاہے تو ایک بکری کی قیمت صدقہ کردے۔

آسانی کے ساتھ اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اِس مسئلے کی تین صورتیں بنتی ہیں:

(1) اگر نذر کی قربانی کا جانور ہو: تو بعینہٖ اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(2) فقیر نے قربانی کی نیت سے خریدا ہو: تو بعینہٖ اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(3) غنی نے خریدا ہو یا نہ خریدا ہو: بہر حال دونوں صورتوں میں ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے۔(عالمگیری:5/296)(الدر المختار:6/320، 321)

نوٹ: قربانی کی نیت سے جانور خریدنے والا خواہ ناذر ہو یا فقیر یا غنی، اگر خریدنے کے بعد وہ قربانی نہ کرسکا ہو تو یہ سب اگر اُس جانور کو صدقہ کرنے کے بجائے ذبح کردیں تو گوشت کا صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا جائز نہیں، اگر کھائیں گے تو اُتنی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔(الدر المختار:6/321)